85266 ـ سركارى بنگلے سے مال لينا اور اس كى واپسى كا طريقہ

سوال

مجھے ايك سہيلى نے كہا كہ ميں اس كا درج ذيل ليٹر آپ كو ارسال كروں تا كہ اس كے متعلق كوئى شرعى رائے معلوم ہو سكے:

وہ كہتى ہے كہ: اس كا خاوند ايك بنگلے كا ذمہ دار تھا جو اس وقت سركارى تحويل ميں ہے، اس نے بنگلے ميں موجود كچھ اشياء لے لى تھيں اب اس كا خاوند فوت ہو چكا ہے، اب ان اشياء كا كيا جائے، كيا وہ ان برتنوں كو توڑ دے، يا اس كى قيمت صدقہ كر دے، اور اس كى قيمت كا اندازہ كيسے كيا جائيگا، اس كے متعل معلومات فراہم كريں، اللہ تعالى آپ كو جزائے خير عطا فرمائے.

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اس بنگلے كے ذمہ دار اور نگران خاوند نے بنگلہ سے برتن اٹھا كر غلطى كى ہے، چاہے وہ كسى شخص كى ملكيت تھى يا سركارى، كيونكہ حكومت كا مال عام مسلمانوں كى ملكيت ہے، اور اس پر زيادتى اور ظلم كرنا عمومى مال پر زيادتى كے مترادف ہے جو كہ ايك خطرناك معاملہ اور بڑا گناہ ہے.

اس كے ليے واجب تو يہ تھا كہ وہ اللہ تعالى كے ہاں اس عمل كى توبہ كرتا، اور جو كچھ ليا تھا اسے واپس كرتا، اللہ تعالى سے ہمارى دعا ہے كہ وہ اسے معاف فرمائے.

امام احمد رحمہ اللہ نے سمرہ بن جندب رضى اللہ تعالى عنہ سے بيان كيا ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جو ہاتھ نے ليے ہے وہ اسے واپس كرنے تك اس كا ذمہ دار ہے "

مسند احمد حديث نمبر (20098) شيخ ارنؤوط نے اسے حسن لغيرہ كہا ہے.

دوم:

بيوى كو چاہيے كہ وہ ان برتنوں كو اس كى جگہ واپس لوٹائے، اگرچہ ايسا كرنے ميں اس كے ليے كوئى حرج اور

مشکل بھی پیش آئے، کیونکہ ایسا کرنا اس کے خاوند سے تخفیف اور اس حرام مال کو اڑانے کے گناہ سے خلاصی اور چھٹکارا ہے، اور اس کے لیے ان برتنوں کو توڑنا کسی بھی حالت میں جائز نہیں، اور اگر انہیں واپس کرنا ممکن نہ ہو، یا پھر اس کے گمان پر غالب ہو کہ انہیں واپس کرنے سے زیادہ خرابی پیدا ہوگی، تو پھر وہ انہیں عام مسلمانوں کے فائدہ کے لیے بنا دے، یا انہیں فروخت کر کے اس کی قیمت ان کسی عام منفعت میں لگا دے، یا پھر صدقہ کر دے.

اور جب یہ معلوم ہو جائے کہ بنگلہ اور اس میں جو کچھ تھا وہ ناحق تھا تو برتن اس کے مالك کو واپس کیے جائیں (اس کے سابقہ ذمہ دار کو) اگر ممکن ہو سکے، اور اگر اس تك پہنچنا یا اس کے ورثاء تك پہنچنا ممکن نہ ہو تو پھر وہ برتن یا ان کی قیمت صدقہ کر دی جائے.

امام نووی رحمہ اللہ " المجموع " میں لکھتے ہیں:

" غزالی کا کہنا ہے: اگر اس کے پاس حرام مال ہو اور وہ اس سے توبہ کرنا اور برئی الذمہ ہونا چاہتا ہو تو اگر اس کا کوئی معین مالك ہو تو وہ مال اسے واپس کر دے یا اس کے وکیل کو واپس کرے، اور اگر اس کا مالك فوت ہو چکا ہو تو یہ مال اس کے ورثاء کے سپرد کرنا ہوگا، اور اگر وہ مال کسی ایسے مالك کا ہو جسے وہ جانتا بھی نہ ہو، اور اس کی معرف اور پہچان بھی نہ ہوسکے تو وہ مال عام مسلمانوں کی مصلحت میں صرف کرنا چاہیے، مثلا پل اور راستوں کی تعمیر، اور مساجد، اور مکہ کے راستوں کی مرمت اور تعمیر پر، اور اس طرح کے دوسرے کاموں میں جو سب مسلمانوں کے لیے مشترکہ ہیں.

وگرنہ یہ مال فقراء و مساکین پر خرچ کر دیا جائے، اور اس کی ذمہ داری قاضی لے اگر وہ عفت و عصمت کا مالك ہو، اور اگر وہ عفیف نہیں تو پھر اس کے سپرد کرنا صحیح نہیں... اور اگر وہ فقیر اور محتاج شخص کو دیا جائے تو یہ مال اس کے لیے حرام نہیں ہوگا، بلکہ اس کے لیے حلال ہے، اور اگر وہ فقیر اور محتاج ہو تو اس کے لیے اپنےاور اپنے اہل و عیال پر وہ مال صدقہ کرنا جائز ہے، کیونکہ اگر اس کے اہل و عیال فقیر ہیں تو یہ وصف ان میں بھی موجود ہے، بلکہ کسی اور پر صدقہ کرنے سے بہتر ہے کہ اپنے اہل و عیال پر صدقہ کرے، اور اس کے لیے یہ بھا جائز ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق اس میں سے مال لے لے کیونکہ وہ خود بھی فقیر ہے.

غزالی نے اس کے متعلق جو کچھ یہ کہا ہے اصحاب نے اسے دوسروں نے بھی نقل کیا ہے، اور وہ اسی طرح ہے جس طرح انہوں نے کہا ہے، اور غزالی نے بھی اسے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما وغیرہ سلف: امام احمد، اور حارث المحاسبی اہل ورع و تقوی وغیرہ سے نقل کیا ہے، کیونکہ اس مال کو تلف اور ضائع کرنا، اور سمندر میں پھینکنا جائز نہیں، تو پھر صرف مسلمانوں کی مصلحت عامہ کے لیے صرف کرنے کے علاوہ کچھ اور باقی نہیں رہتا. اللہ سبحانہ وتعالی کو ہی زیادہ علم ہے.

غزالی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اگر حکمران کی طرف سے کوئی حرام مال اس کے ہاتھ لگے تو کچھ لوگوں کا کہنا ہے: وہ اسے حکمران کو واپس کردینا چاہیے، تو وہ اپنی ملکیت کا زیادہ علم رکھتا ہے، اور وہ اسے صدقہ نہ کرے، الحارث المحاسبی نے یہی قول اختیار کیا ہے.

اور دوسرے کچھ لوگوں کا کہنا ہے: اگر اسے یہ علم ہو جائے کہ حکمران وہ مال اس کے مالك کو واپس نہیں کریگا تو اسے وہ مال صدقہ کر دینا چاہیے؛ کیونکہ حکمران کو وہ مال واپس کرنا اور ظلم زیادہ کرنا ہے.

غزالی کہتے ہیں: اختیار کردہ چیز یہی ہے کہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ حکمران اس مال کے مالك کو واپس نہیں کریگا تو وہ مالك کی جانب سے صدقہ کردے.

میں کہتا ہوں (قائل امام نووی ہیں) مختار یہ ہے کہ اگر اسے یہ علم ہو جائے کہ حکمران اسے کسی باطل اور ناحق مصرف میں صرف کریگا یا پھر وہ ظاہری گمان یہی کرے تو پھر اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اسے مسلمانوں کی مصلحت میں صرف کردے، مثلا پل وغیرہ کی تعمیر میں، اور اگر وہ ایسا کرنے سے عاجز ہو اور کسی خوف وغیرہ کی بنا پر ایسا کرنے میں مشکل ہو تو ہ سب سے زیادہ ضرورتمند اور محتاج شخص پر خرچ کر دے، اور سب سے زیادہ ضرورتمند مسلمانوں کے کمزور لشکر ہیں، اور اگر اس کا گمان یہ ہو کہ حکمران اسے باطل کام میں صرف نہیں کریگا تو وہ مال اسے یا اس کے نائب کے سپرد کر دینا چاہیے، اگر بغیر کسی نقصان اور ضرر کے ایسا کرنا ممکن ہو، کیونکہ حکمران کو عام مصلحت اور منفعت کا علم زیادہ ہوتا ہے اور وہ اسے پورا کرنے کی بھی استطاعت زیادہ رکھتا ہے اور اگر حکمران کو واپس کرنے میں اسے کوئی ضرر اور نقصان لاحق ہوتا ہو تو پھر وہ اسے ان مصاریف میں صرف کر دے جو ہم بیان کر چکے ہیں، کہ اگر اس کا خیال یہ ہو حکمران اس مال کو کسی باطل کام میں صرف کریگا " انتہی.

دیکھیں: المجموع للنووی (9 / 428).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اگر کوئی انسان کوئی مال چوری کرے اور پھر فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کے لیے وہ مال وراثت میں لینا حلال نہیں، پھراگر وہ اس مال کے مالك کو جانتا ہو تو وہ اسے واپس کرے، وگرنہ اس مال کو اس مالك کی جانب سے صدقہ کر دے " انتہی

دیکھیں: لقاءات الباب المفتوح (1 / 304).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" ..... اگر آپ نے کسی بھی شخص کا کسی ادارے وغیرہ کا مال چوری کیا تو آپ پر واجب ہے کہ جس سے وہ مال چوری کیا گیا ہے اس سے رابطہ کرکے وہ مال اس تك پہنچائیں، لیکن ہو سکتا ہے کہ انسان یہ خیال کرے کہ ایسا کرنا اس کے لیے مشکل ہو اور مثلا اس کے لیے اس کے پاس جا کر یہ کہنا مشکل ہو کہ میں نے تیری یہ چیز چوری کی ہے، اور یہ یہ اشیاء اڑائی ہیں، تو اس حالت میں آپ اس تك وہ رقم پہنچا دیں مثلا کسی دوسرے طریقہ سے کہ آپ اس کے کسی شخص کو دے دیں، اور اس سے کہ یہ فلاں شخص کی رقم ہیں اور وہ اس کا قصہ بیان کرے، اور اسے کہے کہ میں نے اب توبہ کر لی ہے، میرے گزارش ہے کہ یہ مال اس تك پہنچا دو.

اور جب وہ ایسا کر لے تو اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور جو کوئی بھی اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لیے نکلنے کا راہ بنا دیتا ہے الطلاق (2).

اور جو کوئی بھی اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کے معاملہ میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے الطلاق (4).

اور اگر فرض کیا جائے کہ آپ نے ایسی شخص کی چوری کی جسے اب آپ جانتے بھی نہیں اور نہ ہی یہ علم ہے کہ وہ کہاں ہے تو اس کا معاملہ پہلے سے بھی آسان ہے؛ کیونکہ آپ کے لیے چوری کردہ مال اس کے مالك کی جانب سے صدقہ کرنا ممکن ہے، تو اس طرح آپ اس سے بری الذمہ ہو جائینگے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ (4 / 162).

واللہ اعلم .